جسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵ | إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا | تار کا پتہ الفضل قادیان

روزنامہ الفضل قادیان

THE DAILY
ALFAZL, QADIAN.

ایڈیٹر غلام نبی | قیمت دو پیسے (۲)

جلد ۲۲ | مورخہ ۳۰ محرم ۱۳۵۴ھ | یوم شنبہ | مطابق ۴ مئی ۱۹۳۵ء | نمبر ۱۵۶

احراری اور سلور جوبلی کا بائیکاٹ

آخر آل انڈیا مجلس احرار کے صدر صاحب نے یہ اعلان نافذ فرما ہی دیا۔ کہ کوئی صحیح الدماغ شخص ان مظاہروں میں شرکت نہیں کر سکتا جن کا گورنمنٹ سلور جوبلی کے سلسلہ میں انتظام کر رہی ہے اور چونکہ تمام احراری صحیح الدماغ ہیں۔ اس لئے ان میں سے کوئی سلور جوبلی کی کسی تقریب میں حصہ نہیں لے گا۔ قطع نظر اس سے کہ صدر احرار نے ان تمام لوگوں کو صحیح الدماغ قرار نہیں دیا۔ جو سلور جوبلی میں حصہ لے رہے ہیں۔ اور حکومت کے تمام چھوٹے سے لیکر بڑے افسروں اور دوسرے ملک معظم سے عقیدت اور اخلاص رکھنے والے لوگوں پر افسوسناک حملہ کیا ہے۔ دیکھنا یہ ہے۔ کہ احرار صحیح الدماغ کہلانے کے کہاں تک مستحق ہیں۔

جیسا کہ ہم ایک گزشتہ پرچہ میں ذکر کر چکے ہیں سلور جوبلی کے بائیکاٹ کا اعلان کرنے میں احرار کی ایک غرض کانگرس کی خوشنودی حاصل کرنا بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صدر احرار نے بائیکاٹ کی پہلی وجہ یہ قرار دی ہے کہ احرار کا منتہائے مقصود آزادی ہند ہے۔ لیکن موجودہ گورنمنٹ اس میں ہمیشہ سد راہ رہی ہے۔ لیکن کانگرس والوں نے اسے کچھ بھی وقعت نہیں دی۔ کیوں اس لئے کہ اول تو احرار کا گورنمنٹ پر یہ وار "مشتے بعد از جنگ" کے مترادف ہے۔ دوسرے احرار نے حسب سابق دو کشتیوں میں پاؤں رکھنے کی کوشش کی ہے۔ قوم پرستی کا نقاب بھی اوڑھ لیا ہے۔ اور فرقہ پرستی کو بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔

اس کا ثبوت معاصر پرتاپ (۲ مئی) نے صدر احرار کے اسی اعلان سے یوں دیا ہے کہ اگر چودھری ظفر اللہ خان کا انگریز کیلئے کونسلر بنایا جانا احرار برداشت نہیں کر سکتے۔ تو پھر ان کے آزادی ہند کے دعوے کی حقیقت معلوم۔ اگر آزادی ہند سے احرار کی مراد ہندوستانیوں کی حکومت ہے۔ تو پھر چودھری ظفر اللہ خان کے تقرر پر شور و غوغا بے معنی ہے البتہ اگر آزادی ہند کے خواب کی تعبیر وہ ہندوستان کی باگ ڈور مسلمانوں اور وہ بھی ایک خاص فرقہ کے مسلمانوں کے ہاتھ کی صورت میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو اور بات ہے۔

فی الواقعہ احرار کا یہ طرز عمل ان کے دعویٰ آزادی ہند کی قلعی کھولنے کے لئے کافی ہے اور اس سے ان کی دماغی کیفیت کا بھی پتہ لگ سکتا ہے۔

سلور جوبلی کا بائیکاٹ کرنے کی ایک وجہ سید عطاء اللہ شاہ صاحب کی سزایابی کو بھی قرار دیا گیا ہے لیکن اس میں جس قدر معقولیت پائی جاتی ہے اس کے متعلق ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ معاصر پرتاپ کے ہی الفاظ میں [بیان] کرتے ہیں۔ جو لکھتا ہے۔ "صدر مجلس احرار نے بائیکاٹ کے اعلان میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی سزایابی کا ذکر کر کے خوب مضحکہ خیز پوزیشن اختیار کر لی ہے۔ یہ بھی شکر ہوا کہ سید عطاء اللہ کا مقدمہ ختم ہو چکا ہے ورنہ اگر زیر سماعت ہی ہوتا۔ تو شاید مجلس احرار کو یہ کہنے میں بھی تامل نہ ہوتا۔ کہ چونکہ عدالت میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو کرسی نہیں دی گئی۔ اس لئے مسلمان جوبلی کی تقاریب میں حصہ نہیں لے سکتے۔"

معلوم ہوتا ہے۔ حکومت کی طرف سے جب سید عطاء اللہ شاہ صاحب پر مقدمہ چلایا گیا۔ تو احراریوں نے سمجھا کہ یہ مقدمہ ان کی عزت افزائی کے لئے دائر کیا گیا ہے اور مجسٹریٹ صاحب کا فرض ہے۔ کہ ایسا فیصلہ لکھیں جس کی بناء پر احراری کہہ سکیں۔ کہ امیر شریعت کو "باعزت بری" کر دیا گیا۔ اسی لئے انہوں نے سرکاری عدالت کے سامنے جو ان کے عقیدہ کے لحاظ سے قابل تسلیم نہ تھی سر تسلیم خم کر دیا لیکن فیصلہ چونکہ ان کی توقع کے خلاف ہوا اس لئے انہوں نے ضروری سمجھا۔ کہ اس کا انتقام ملک معظم سے لیں۔ اور ان کی سلور جوبلی کا بائیکاٹ کر دیں وہ کیا یہ حیرت کا مقام نہیں۔ کہ وہ لوگ جو اس عقل و سمجھ کے مالک ہیں۔ اور جن کی دماغی حالت اس قدر قابل رحم ہے۔ وہ اپنے سوا کسی کو صحیح العقل نہیں سمجھتے اگرچہ احرار کا سلور جوبلی کے بائیکاٹ کا اعلان نہایت ہی قابل مذمت اور قابل نفرت ہے۔ لیکن ایک لحاظ سے مفید بھی ہے احرار کو تمام مسلمان ہند کی نمائندگی کا دعویٰ ہے۔ اب معلوم ہو جائیگا۔ کہ حکومت کے خلاف ان کا ساتھ دینے والے کتنے لوگ ہیں۔ احمدیوں کے خلاف عوام کو بھڑکا کر فتنہ و فساد پیدا کرنا۔ اور اس کی بناء پر یہ کہنا کہ احرار تمام مسلمانوں کے نمائندے ہیں۔ بالکل بے ہودہ بات ہے۔ ایک قلیل التعداد اور بے قانون کی پابند جماعت کے خلاف فتنہ آرائی بھی کوئی مشکل بات ہے۔ کہ جہال اور غرض مند لوگوں کو اس کے لئے تیار نہ کیا جا سکے۔ دیکھنا یہ ہے کہ کسی ایسی کارروائی میں جو حکومت کے خلاف سمجھی جائے مسلمان احرار کا کہاں تک ساتھ دیتے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ احرار کو اس بارے میں بھی منہ کی کھانی پڑے گی۔ سمجھدار اور عاقبت اندیش مسلمان قطعاً احراریوں کا ساتھ

قادیان میں ملک معظم کی سلور جوبلی کی تقریب کا پہلا دن

خوشی اور مسرت کا مظاہرہ اور اظہار وفاداری کا جلسہ

قادیان ۲ مئی۔ سلور جوبلی کی تقریب کے سلسلہ میں کل سے ورزشی مقابلوں اور سلطنت برطانیہ سے وفاداری پر مشتمل لیکچروں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ کل بعد نماز عصر احمدیہ کمپونڈ میں ورزشی کھیلیں ہوئیں۔ جنہیں دیکھنے کے لئے ہر مذہب و ملت کے لوگوں کا بہت بڑا اجتماع تھا۔ رات کو بصدارت خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر امور عامہ ایک عام جلسہ منعقد کیا گیا۔ جلسہ گاہ مختلف قسم کے دعائیہ قطعات سے آراستہ کی گئی۔ قطعات اس قسم کے تھے۔ (۱) یارب رہے سلامت فرمانروا ہمارا۔ (۲) تاج و تخت ہند قیصر کو مبارک ہو مدام (۳) گاڈ سیو دی کنگ اینڈ کوئین۔ لوگوں کو خوش آمدید کہنے کے لئے اھلاً و سھلاً و مرحبا بھی لکھا گیا تھا۔ جلسہ گاہ گیس کے ہنڈوں سے روشن کی گئی۔ کئی مردوں کے علاوہ عورتوں نے بھی برعایت پردہ شمولیت کی۔ الحاج مولانا عبدالرحیم صاحب نیر نے دلچسپ تقریر کی۔ اور جلسہ دعا پر ۱۰ بجے شب ختم کر دیا گیا۔ کیونکہ تمام احمدیوں نے روزہ رکھنے کے لئے سحری کو بیدار ہونا تھا۔

تاج برطانیہ سے جماعت احمدیہ کی وفاداری

قادیان میں جوبلی کے جلسہ پر دلچسپ تقریر

الحاج مولانا عبدالرحیم صاحب نیرؔ نے یکم مئی کے جلسہ میں جو تقریر کی وہ خلاصۃً درج ذیل کیجاتی ہے

آپ نے فرمایا دنیا میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ہابیل و قابیل کی طرح آدم کے دو بیٹے ہر وقت موجود رہتے ہیں ایک احسان کی قدر کرنے والا اور وفاشعار اور دوسرا کافر نعمت ناشکرگزار اور عہد شکن ہوتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام اس وقت آتے ہیں جب زمین و آسمان کے درمیان رشتۂ الفت و وفا کمزور ہو جاتا ہے۔ وہ آکر زمینی لوگوں کا تعلق آسمان سے مضبوط کرتے ہیں۔ اور ان کو آسمان کے بادشاہ اور زمین کے بادشاہوں سے وفا کی تعلیم دیتے ہیں۔ انبیاء کبھی موسیٰ علیہ السلام کی طرح جلال سے آتے ہیں۔ اور لوہے کی تلوار اٹھاتے ہیں۔ کبھی مسیح علیہ السلام کی طرح محبت و آشتی کے اسلحہ سے مسلح ہو کر آتے ہیں۔

ہم ایسے زمانہ میں ہیں۔ جو محبت کا زمانہ ہے۔ یہاں پر بے محل نہ ہوگا۔ اگر میں آپ کو ایک واقعہ سنا دوں۔ ایک مرتبہ جبکہ خدا کا برگزیدہ مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) بقید حیات اس زمین پر موجود تھا۔ اور گورداسپور میں قیام تھا۔ میں اور مولوی ذوالفقار علی خان صاحب حضرت کی قیامگاہ کے قریب جو مسیحی گرجا تھا۔ اس میں گئے۔ وہاں امریکن پادری گارڈن نام تھے۔ وہ کہنے لگے۔ اس زمانہ کے حالات ایسے ہیں جیسا کہ مسیح کے زمانہ کے تھے۔ تب ہم نے فوراً کہا۔ کہ اسی لئے تو مسیح موعود آ چکے ہیں۔

غرض یہ زمانہ مسیحیت کا عہد ہے۔ اشاعت اسلام کے پہلے دور میں صفت جلال کی تجلی تھی۔ اور اسلامی مبلغ کے ساتھ اسلامی فوج بھی اس کی حفاظت کرتی تھی مگر دشمن معترض ہوا۔ کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے۔ اس لئے غیرت حق متقاضی ہوئی۔ کہ حفاظت کا سامان دوسرے ہاتھوں میں دے دیا جائے۔ اور اسلام جمالی تجلی کے ساتھ جسے مسیحیت کہتے ہیں۔ قلوب کی زمینوں کو تسخیر کرے۔ اس منشاء کے ماتحت یاجوج و ماجوج کو اسلامی ممالک میں لایا گیا۔ اور انگریزوں کی حکومت قائم کی گئی۔ جس طرح یہودی رومن حکومت کے ماتحت رکھے گئے تھے۔ اسی طرح مسلمان دوسرے رومنز کے ماتحت لائے گئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب خداوند تعالےٰ نے چاہا کہ اس سلسلہ کو قائم کرے۔ تو اس نے برطانیہ جیسی پُرامن حکومت قائم کر دی۔ جس نے مذہبی آزادی عطا کی۔

اور مسیح پاک نے ہم کو جہاں اسلام سے وفا کی تعلیم دی۔ قرآن سے وفا سکھائی۔ اسی طرح حکومت وقت سے وفاشعاری و تعاون کا سبق سکھایا۔ افسوس ہے۔ کہ احرار کہلانے والے مسلمان نہ خدا کے کلام سے وفادار ہیں کیونکہ ان کے علما ناسخ و منسوخ کے قائل اور ۵ سے ۵۰۰ تک آیات منسوخ سمجھتے ہیں۔ نہ بادشاہوں سے وفادار ہیں۔ ہماری مخالفت کا بڑا باعث یہی ہے۔ کہ ہم ان کے نزدیک کافر حکومت سے وفاداری کی تعلیم دیتے ہیں۔

جیسا میں نے تقریر کی ابتداء میں کہا۔ آدم کے فرزندوں کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وُہ جو اطاعت اور احسان کی قدر کرنے والے ہیں۔ ایک وُہ جو باغی۔ قانون شکن۔ احسان فراموش ہیں۔ ہم بفضلہٖ تعالےٰ احسان کی قدر کرنے والے اطاعت شعار ہیں۔

زمانہ کا رخ تو یہ ہے کہ بعض بیٹے بھی کہتے ہیں۔ باپ نے مجھ پر کیا احسان کیا۔ اپنی عیاشی کے لئے شادی کی۔ جس سے ہماری پیدائش ہو گئی۔ ایسا ہی لوگ کہہ دیتے ہیں۔ کہ حکومت نے ہمارے ساتھ کیا کیا؟ ہمیں لوٹ کر ہمارے ملک کو لوٹ کر خود دولت مند ہو گئے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم کو تعلیم دی ہے۔ کہ ہم محسن کا شکریہ ادا کریں۔ جس ہاتھ سے میٹھا کھاتے رہے ہوں اس سے اگر کڑوا ملے۔ تو اسے بھی کھالیں۔ اور اصلاح کی کوشش کریں۔

ہم آج کل حکومت کے ہاتھ سے کڑوا اور سخت کڑوا پھل کھا رہے ہیں۔ جس طرح ہم کو دکھ دیا جا رہا ہے۔ ہماری دل آزاری اور ہتک۔ مرکز سلسلہ میں محض بے حیثیت کمین لوگوں کے ہاتھ سے ہو رہی ہے۔ اور ہم طاقت۔ ثروت۔ سامان رکھتے ہوئے بڑے اشتعال میں آتے ہیں تو روزے رکھ لیتے ہیں۔ اور مرکز سے باہر جو سلوک ہم سے ہو رہا ہے۔ وہ اور بھی ناقابل برداشت ہے۔ مثلاً لدھیانہ میں لڑکوں کو گدھوں پر چڑھا کر منہ کالا کر کے ان کی ٹوپیوں پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فداہ ابی و امی کے نام مبارک کو ہتک آمیز طریق پر لکھکر جلوس کے طور پر پھرایا گیا۔ حالانکہ لدھیانہ میں شاہ جارج کی حکومت ہے۔

باوجود اس کے ہم احسانات کو نہیں بھول سکتے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے زبانی تحریری حکومت سے تعاون اور وفاشعاری کی تعلیم دی۔ پھر موجودہ امام حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے ہمیں یہی سکھایا۔

پس شکرگزاری و احسانمندی کے جذبات سے متاثر ہو کر سلسلہ کی تعلیم کے اثرات سے کڑوا کھاتے ہوئے بھی سچے دل سے ہم آج اپنے بادشاہ کے جشن جوبلی کی تقریب مناتے ہیں دنیا سُن لے۔ کہ احمدی خوشامدی نہیں سب جہاں جانتا ہے۔ کہ جان دینا ہمارے لئے کوئی بڑی بات نہیں کابل کی سرزمین میں شہیدوں کا خون اور ہم میں سے ہر ایک پر دشمنوں کا تشدد اور ہمارا ضرب المثل ایثار شاہد ہے۔ کہ احمدی کا دل اور زبان ایک ہیں۔ جو وُہ دل میں خیال کرتا ہے اسی کا وہ اظہار کرتا ہے۔

شاہ جارج ہمارے ملک معظم شہنشاہ ہند بذات خود بڑی خوبیوں کے انسان ہیں۔ مجھے شاہِ ایران کو ملنے کے لئے بکنگھم پیلس کے اندر جانے کا اور ملک معظم ملکہ معظمہ کو اس محل کے برآمدہ سے اور کئی جلوسوں میں قریب سے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے ایک دفعہ تو میں دوسری طرف دیکھ رہا تھا کہ شہنشاہ کی نظر ہندوستانی سبز پگڑی والے مسلمان واعظ پر پڑ گئی۔ اور آپ نے ہاتھ اٹھا کر سلام کیا۔

بادشاہ کا وجود ملکی سیاست کی فرقہ بندیوں سے بالا ہوتا ہے۔ اور اس کے ساتھ خلوص ہر وفادار شہری کا فرض ہے۔

پس ہم ملک معظم کی وفادار رعایا کی حیثیت سے سلور جوبلی کی تقریب پر اظہار مسرت کرتے اور دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا ہمارے بادشاہ و ملکہ کو لمبی عمر دے۔ ان کے چہرے جس طرح ظاہراً روشن ہیں۔ اسی طرح ان کے قلوب بھی اسلام سے منور ہوں اور ان کی قوم بھی اسلام کی نعمت سے بہرہ اندوز ہو۔

خدا ہمارے بادشاہ کو سلامت رکھے:۔

قادیان میں سلور جوبلی کا دوسرا دن

والی بال کا میچ۔ تمام مساجد میں تقسیم مٹھائی۔ اور دُعا

قادیان۔ ۲ مئی۔ سلور جوبلی کی تقریب کے سلسلہ میں آج بعد نماز عصر احمدیہ کمپونڈ میں وی۔ بی انصار کلب اور جامعہ احمدیہ میں والی بال کا میچ ہوا۔ وی۔ بی انصار کلب نے متواتر دو گیمیں جیتیں سید احمد صاحب اور عطاء الرحمٰن خان صاحب جامعہ کی کھیل نہایت دلچسپ تھی۔ ریفری ماسٹر فضل داد صاحب اور عبدالحمید صاحب تھے۔ مجمع آج بھی بہت بڑا تھا۔

مغرب کے قریب لوکل انجمن احمدیہ کی طرف سے مقامی مساجد میں شیرینی تقسیم کی گئی۔ روزہ داروں کا روزہ شربت سے افطار کرایا گیا۔ اور ملک معظم اور ان کی حکومت کے لئے دعا مانگی گئی:۔

جنوبی افریقہ کے اصلی باشندے

زیر حفاظت ریاستوں کا مستقبل اور اصلی باشندوں کی ترقی کے امکانات

افریقہ کے جن علاقوں میں سفید فام لوگوں کی آبادی بڑھ رہی ہے۔ وہاں اصلی باشندے کم ہو رہے ہیں۔ اور اب ایسی مشکلات میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ کہ اگر حکومت برطانیہ نے ان کی حفاظت۔ اور ترقی کا خاص انتظام نہ کیا۔ تو ان کے لئے اپنی ہستی اور اپنی قومیت کو قائم رکھنا ناممکن ہو جائے گا۔ اور یہ صورت حالات نہ صرف ان کے لئے بلکہ حکومت برطانیہ کے لئے بھی سخت نقصان رساں ہوگی۔ اخبار ٹائمز آف لنڈن ۹- اپریل میں اس موضوع پر ایک دلچسپ مضمون شائع ہوا ہے۔ جس کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے:-

اب تک بچوانا لینڈ کے "برٹش ساؤتھ افریقہ یونین" میں شامل کئے جانے کے مسئلہ پر انہی لوگوں کے نقطۂ نظر سے بحث ہوتی رہی ہے۔ جو کسی نہ کسی وجہ سے مشکلات پیدا کرنے کے متمنی ہیں۔ بہتر ہے۔ کہ اب اس مسئلہ پر تمام جنوبی افریقہ کے اصلی باشندوں اور یونین اور پروٹیکٹوریٹس کے سفید فام باشندوں کے نقطۂ نگاہ سے غور کیا جائے۔ اور دیکھا جائے۔ کہ آیا ان سفید فام لوگوں اور اصلی باشندوں کو مطمئن کرنا ممکن ہے۔ یا نہیں۔ جنہوں نے بچوانا لینڈ کے جنوبی افریقہ کے یونین میں شامل ہونے کے سوال پر غور کرنے سے بھی انکار کر دیا ہے:-

پہلی بات تو یہ ہے۔ کہ بچوانا لینڈ کو اپنے اندر شامل کر لینے میں یونین کو کوئی اقتصادی فائدہ نہیں۔ یونین کے اندر کافی سے زیادہ اراضی ہے۔ دولت بھی بہت ہے۔ اور مزید دولت پیدا کرنے کے امکانات بھی ہیں۔ بچوانا لینڈ کی مالی مشکلات اتنی مشہور عام ہیں۔ کہ یہاں ان کے اعادے کی ضرورت نہیں۔ بس اسی قدر اشارہ کافی ہے۔ کہ سال گزشتہ میں اس کی مالی کمی کو پورا کرنے کے لئے انگلستان کو ۱۴۰،۰۰۰ پونڈ ادا کرنے پڑے۔ چونکہ یہ پروٹیکٹوریٹ یونین کا حصہ نہیں۔ نہ اس کی کوئی اپنی بندرگاہ ہے۔ اس لئے بیرونی منڈی تک اس کی براہ راست رسائی نہیں۔ پچھلے سالوں میں چونکہ پاؤں اور منہ کے مرض کی وجہ سے قرنطینہ لگا رہا۔ اور ٹڈی دل کے خطرناک حملے ہوتے رہے۔ اس لئے اس کی حالت اور بھی نازک ہو گئی۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے۔ کہ خود حفاظتی کی خاطر ان امراض کی روک کے لئے جنوبی افریقہ کے یونین کو بچوانا لینڈ کی خاصی امداد کرنی پڑی۔ کیونکہ ان وباؤں کے ہاتھوں ملک کے دیسی۔ اور یوروپین باشندے دونوں بہت تکلیف میں ہیں۔ یہاں تک کہ آج کل مویشی بحساب دو شلنگ چھ پنس فی سو پونڈ بک رہے ہیں۔

بچوانا لینڈ میں آبادی کی کثرت

بچوانا لینڈ پروٹیکٹوریٹ جو ۱۸۸۵ء میں قائم کی گئی۔ وہ موجودہ پروٹیکٹوریٹ کی نسبت چھوٹی تھی۔ اصلی رقبہ جو لیا گیا تقریباً تین سو میل سے چار سو میل تک تھا۔ یہی وہ رقبہ تھا جس میں اصلی معاہدے کے مطابق پروٹیکٹوریٹ کے رؤساء کو اختیارات حاصل تھے۔ لیکن اس کے علاوہ ایسی پروٹیکٹوریٹ میں بعض یورپین آبادکاروں کے علاقے بھی شامل ہیں۔ اور میٹابیل کی ریاست لوبینگولا نے شمال مشرق میں ایک بڑے قطعے پر قبضہ کر لیا۔ جہاں بچوانا لوگ دخل دینے کا دم نہ مار سکتے تھے۔ اس کے علاوہ اریائے زیمبزی تک پھیلا ہوا ایک بہت بڑا رقبہ ہے۔ جہاں آج تک کوئی دیسی آباد نہیں ہوا۔ اس علاقہ میں آبادی بہت کم ہے اور یہ خیال قطعاً غلط ہے۔ کہ آبادی کی زیادتی سے وہاں کے لوگوں کو تکلیف ہوگی:-

یونین آف ساؤتھ افریقہ کی دوسری طرف ملک بسوٹولینڈ واقع ہے۔ اور یہ بھی مملکت انگلشیہ کے ماتحت ہے۔ اس ملک میں آبادی از حد گنجان ہے۔ اس میں فی مربع میل چالیس سے ساٹھ تک دیسی لوگ آباد ہیں۔ اصل نسل اور قومیت کے لحاظ سے یہ اور بچوانا لینڈ کے بچوانے اور وہ بچوانے جو اورینج فری سٹیٹ ٹرانسوال اور صوبہ راس امید کے شمالی حصہ میں رہتے ہیں ایک ہی قوم ہیں۔ ان تمام اقوام کی زبان سوتو ہے۔ جو در اصل بچوانا کی ہی بگڑی ہوئی شکل ہے۔ بچوانا لینڈ پروٹیکٹوریٹ میں ۱۵۰،۰۰۰ بچوانے رہتے ہیں:- بسوٹولینڈ میں ۵۰۰،۰۰۰ اور ساؤتھ افریقہ یونین میں ۲،۰۰۰،۰۰۰ سے زیادہ:-

اصلی باشندوں کا ترک وطن

اصلی باشندوں میں ترک وطن کی ایک رو چل رہی ہے۔ وہ دیہاتوں کو چھوڑ کر بڑے شہروں میں آباد ہوتے جاتے ہیں۔ اس وجہ سے جنوبی افریقہ کے شہروں میں اژدہام زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ دیسی لوگ شہری بنتے جاتے ہیں۔ اور اس کے نتیجہ میں قبائلی نظام ٹوٹتے جاتے۔ اور ابتری پھیلتی جاتی ہے چونکہ یہ لوگ وطنوں سے دور اور قبائلی قیود سے آزاد ہوتے ہیں۔ اس لئے بد اخلاقی اور بے حیائی پھیلتی جاتی ہے۔ مثلاً فقط ایک شہر "بلوم فانٹن" ہی میں تقریباً تیس سے چالیس ہزار تک دیسی رہتے ہیں۔ حالانکہ شہر میں مزدوری کی ضروریات کے لئے دس یا بارہ ہزار آدمی کافی ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ بیس سے تیس ہزار تک دیسی افراد ایسے ہیں۔ کہ اگر انہیں کہا جائے۔ تو نئی آباد ہونے والی زمینوں پر جانے پر راضی ہونگے۔ یہی بات کم و بیش جوہانز برگ۔ کمبرلے۔ اور دیگر بڑے شہروں کے متعلق صحیح ہے:-

کمیشن کے تقرر کی ضرورت

حکومت کو چاہیئے۔ کہ دیسیوں کے مفاد کی خاطر ایک ایسا کمیشن مقرر کرے۔ جو بسوٹولینڈ کی آبادی کی کثرت کے معاملہ میں تحقیقات کر کے ان امکانات پر غور کرے۔ کہ زائد افراد کہاں تک نہ صرف بچوانا لینڈ۔ بلکہ یونین میں بھی کھپائے جا سکتے ہیں۔ ایک ایسے کمیشن کا تقرر جو دیسی لوگوں اور حکومت کے نمائندوں پر مشتمل ہو۔ یہ ثابت کر دے گا۔ کہ حکومت اراضیات کے مسئلہ پر دیسی لوگوں کے نقطۂ نگاہ سے غور کرنے کی فکر مند ہے۔ حکومت سے یہ کہنا نامناسب نہ ہوگا۔ کہ بچوانا لینڈ پروٹیکٹوریٹ میں بہت زائد زمین خالی پڑی ہے۔ صدہا میلوں تک کوئی دیسی باشندہ نظر نہیں آتا۔ حالانکہ یہاں ہزارہا وہ دیسی لوگ آباد ہو سکتے ہیں۔ جو اصلی باشندوں سے اصل اور نسل میں ملتے جلتے ہوں۔ ہم سمجھتے ہیں۔ کہ یونین پروٹیکٹوریٹ کو محض سفید فام لوگوں کی رہائش کے لئے اپنے پاس رکھنا پسند نہیں کرتی۔ اس لئے اگر حکومت کو اس امر کا یقین دلایا جائے۔ کہ اس علاقہ کو دیسی لوگوں کے لئے مخصوص کر دیا جائے گا۔ تو یہ علاقہ بغیر توقف کے ان کے حوالہ کیا جا سکتا ہے:-

پروٹیکٹوریٹ ایک خشک ملک ہے۔ لیکن یہ ایک خاصی اچھی چراگاہ ہے۔ اور یونین کے سرمایہ سے پانی نکالنے والی مشینیں اور "بند" مہیا ہو جانے پر پانی بافراط ہو سکتا ہے۔ اور موقعہ نکلنے پر مقامی چراگاہوں کی توسیع۔ اور ان کی باقاعدہ حفاظت کی جا سکتی ہے۔ اس لئے اگر یونین اور برطانیہ اس امر کا یقین دلا دیں۔ کہ پروٹیکٹوریٹ کو دیسیوں کے لئے مختص کر دیا جائے گا جس میں کہ بے گھر دیسی لوگ جو انہی کی نسل سے ہیں۔ آباد کئے جائیں گے تو ہمیں یقین ہے۔ کہ بچوانا رؤسا مشکلات پیدا کرنے سے اعراض کریں گے:-

برطانیہ کو مشورہ

برطانیہ کو یہی صحیح مشورہ دیا جا سکتا ہے کہ وہ پروٹیکٹوریٹ کے مستقبل کے سوال پر اسی رنگ میں غور کرے۔ اگر سیاہ اور سفید فام اقوام اس طرح ایک ہی سیاست میں اکٹھی ہوں۔ تو ہر دو قوموں کے لئے زوال اور تباہی ہوگی۔ چونکہ ہم ان کی اخلاقی۔ قومی اور نسلی ترقی کے ذمہ دار ہیں۔ اس لئے ہمیں ان کی قومیت کو مستحکم کرنے میں ان کی مدد کرنی چاہیئے۔ تاکہ وہ بحیثیت قوم ترقی کر سکیں اور ایک نہ ایک دن انسانی اخلاق اور تمدن کے بہتر بنانے میں خود حصہ لے سکیں۔ آؤ ہم انہیں سفید فام لوگوں کی معیت میں رہ کر ترقی کرنے کی بجائے ایک باوقار قوم کی حیثیت سے ایسا کرنے کا موقعہ دیں۔ صرف وہی اپنی قومیت کو برقرار رکھ سکتے ہیں۔ اور اپنے علاقہ میں یقیناً تدریجی ترقی کر سکتے ہیں:-

اور انجمن حمایت اسلام کے جلسہ پر مسلم کسان مزدور پارٹی کا غنڈا پن اور ہر جگہ اس احمدی جماعت کی مخالفت جس کی بے مثل تنظیم۔ اور مسلمانوں کے مفاد کی حفاظت کے لئے سرگرمی۔ مسلمان قوم پر ہاتھ ڈالنے والوں کو سوچ کر قدم اٹھانے کا خیال دلاتے ہیں۔ ایسے واقعات ہیں جن کی موجودگی گورنر پنجاب کے بر موقعہ انتباہ کو بہت وزن دار بنا رہی ہے۔ کاش مسلمان غور کریں۔

واقعاتِ عالم پر نظر

۱۔ جنگ کے خطرات ۲۔ ہندوؤں کی سرگرمیاں ۳۔ فسادات

الفضل کے سیاسی نامہ نگار کے قلم سے

(۱)

چونکہ درسیل کا معاہدہ مفتوح دشمن کی تذلیل کے جذبات سے متاثر تھا۔ اس لئے نتیجہ یہ ہوا۔ کہ لیگ آف نیشنز ایلپس کی بلندیوں سے جھانک رہی ہے۔ مگر وہ کاغذ کا پرزہ جسے معاہدہ کہتے ہیں۔ یورپ کے دیانتدارانہ ہاتھوں سے ردّی کی ٹوکری میں پھینک دیا گیا۔ ہر سلطنت جنگی تیاریاں کر رہی ہے۔ اٹلی ابی سینیا پر قبضہ کرنا چاہتی ہے۔ مگر جاپان اور جرمنی نے عدیس آبابا میں اثر جمالیا ہے اول الذکر نے وسیع قطعات، روئی کی کاشت کے لئے حاصل کر لئے ہیں۔ نجاشی اور ارض طلوعِ آفتاب کے شاہی خاندانوں کے درمیان رشتہ ہائے مناکحت ہو رہے ہیں۔ مؤخر الذکر اپنی نوآبادیات واپس لینے کا خواہاں ہے۔ فوج ہوائی جہاز اور بحری طاقت درست ہو رہی ہے۔ جرمن آبدوز کشتیاں بھی پھر جنگ عظیم کی یاد دلانے کے لئے سمندروں میں آ رہی ہیں۔ اور گھر سے باہر جاپان سے متحد ہو کر ایک طرف روس کو دھمکایا جا رہا ہے۔ اور دوسری طرف ۱۰ ہزار کتب ابی سینیا میں بھیج کر جرمن ہمدردی کا اظہار اور آسٹریا میں اطالوی اثرات کا جواب دیا جا رہا ہے۔ فرانس و اٹلی فرانس و روس میں معاہدات ہو رہے ہیں۔ مگر فرانس کے مقبوضات شمالی افریقہ میں کسی ہاتھ نے خفیہ کام شروع کر رکھا ہے۔ اور سخت بے چینی و شورش نمودار ہے۔ یونان و بلغاریہ میں بغاوتیں ہو چکی ہیں۔ ترکی نے عملاً درّۂ دانیال پر قبضہ کر لیا ہے مگر یورپ کے نقشِ قدم پر چلکر سیاسی خط و کتابت بھی جاری کر رکھی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جس طرح جنگ عظیم کے وقت ڈنیوب کے پانیوں کو آگ لگی۔ اور کل دُنیا میں پھیل گئی تھی۔ اب یا تو رائن کے پانی آگ پکڑیں گے۔ یا پھر نیل ارزق کا منبع (ابی سینیا) کوہ آتش فشاں بن جائے گا۔ اور جس طرح گنہگار زمین پر موسم بہار میں زلزلے آ رہے ہیں۔ اسی طرح ایک اور ہیبت ناک سیاسی زلزلہ خطرناک جنگ کی صورت میں آتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

(۲)

ہندو مہاسبھا نے تہیہ کر لیا ہے۔ کہ پنجاب میں مسلمانوں کو ذرا بھی عزت نہ ملے اور کمیونل ایوارڈ کو منسوخ کرا دیا جائے۔ اس قومیت کی دشمن سبھا نے کراچی میں مسلمانوں کے خون کو جائز رکھا ہے۔ اور کارکنوں کا انتخاب کرتے ہوئے بھائی پرمانند، پنڈت مالویہ اور ڈاکٹر مونجے کو ان کی مسلم آزاریوں کے باعث خاص ذمہ داری کے عہدے دیتے ہیں۔ بابا کھڑک سنگھ صاحب ہندو مہاسبھا سے تعاون کرتے ہوئے وزیر اعظم کے فیصلہ (کمیونل ایوارڈ) کے خلاف مورچہ لگانے کا اعلان کر چکے ہیں۔ گاندھی جی نے ہری جن تحریک کو ایک حد تک مضبوط کر لیا ہے وہ بھی مسلم تبلیغ کو رد کرنے کی بنیادیں ڈال رہے ہیں۔ اندور میں ہندی کانفرنس کی صدارت کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا۔ ہندی تمام ہندوستان کی زبان ہو جائے گی۔ گاندھی جی نے گئوکشی کی ممانعت اور تبلیغ کی رکاوٹ کے اعلان تو پہلے کر دیئے تھے۔ اب اردو کے مٹانے کا بھی اعلان کر رہے ہیں۔ یہ وہ انسان ہیں۔ جو احراریوں کے نزدیک اگر نبوت جاری ہوتی۔ تو نبی بننے کے مستحق ہیں۔

(۳)

ان سیاسی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ کراچی کے بعد ملتان و اجمیر میں ہندو مسلم کشیدگی

احمدیوں پر سنگباری کا جھوٹا الزام

اخبار احسان ۱۷ مئی ۱۹۳۵ء نے قادیان میں احراریوں کے ایک جلسہ کا ذکر کرتے ہوئے چند احمدیوں پر یہ الزام لگایا ہے۔ کہ انہوں نے پتھر پھینکے۔ حالانکہ یہ صریح جھوٹ اور کذب بیانی ہے۔ کسی احمدی نے کوئی پتھر نہیں پھینکا۔ بلکہ جیسا کہ ہم ایک گذشتہ پرچہ میں لکھ چکے ہیں۔ ایک پولیس کانسٹیبل احمد علی بٹ نے جو احراری ہے۔ اور ہمیشہ شرارتوں میں حصہ لیتا رہا ہے۔ پتھر پھینکے۔ اور اس پر شور مچا دیا گیا۔ کہ احمدی پتھر پھینک رہے ہیں۔ اس بات کے عینی شاہد موجود ہیں۔ کہ احمد علی نے پتھر پھینکے۔ معلوم ہوا ہے۔ اب اس کو قادیان سے بدل دیا گیا ہے۔ اور ممکن ہے کہ افسرانِ بالا نے اس کی اسی قسم کی حرکات کی وجہ سے بدلا ہو۔

جلسہ گاہ میں جو پتھر پڑے۔ وہ یا تو پولیس کی چوکی کی طرف سے آئے۔ جو جلسہ گاہ سے بالکل ملحق ہے۔ یا ہندوؤں کے مکانات کی طرف سے آئے۔ تعجب ہے۔ کہ احمدی پتھر مارنے کے لئے پولیس کی چوکی میں کس طرح گھس گئے۔ اور ہندوؤں کے مکانات میں کیونکر داخل ہو گئے۔ پھر ان کو گرفتار کیوں نہ کر لیا گیا۔ اسی سے ظاہر ہے۔ کہ یہ احراریوں کی اپنی شرارت تھی۔ تاکہ احمدیوں کو بدنام کیا جائے۔

سلور جوبلی کی پر مسرّت تقریب پر احرار کے گھروں میں ماتم

ملک معظم سے احرار کی وفاداری کا تازہ مظاہرہ

یکم مئی ۱۹۳۵ء سے احرار نے اس سُرخ دھجی کو جو ایک بانس کے ساتھ باندھکر ایک ہندو ساہوکار کی ایک بوسیدہ سی کوٹھڑی کے اُوپر لٹکا رکھی تھی۔ اتار دیا ہے۔ اور اس طرح اس امر کا اظہار کیا گیا ہے۔ کہ احراریوں کو نہ صرف ملک معظم کی ذات سے کوئی عقیدت نہیں۔ بلکہ حکومت کے ساتھ ایسے امور میں وہ تعاون کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ بلکہ یہ موقعہ ان کے لئے ماتم اور رنج و غم کا ہے۔

خدا تعالٰے کے فضل سے قادیان میں نہ صرف احراریوں کے اس دھجی کو اتار دینے سے بلکہ اپنے گھروں میں وقف ماتم رہنے سے بھی سلور جوبلی کی تقریب کے منانے پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ کیونکہ جماعت احمدیہ نے اس کے متعلق بہترین انتظام کر رکھا ہے۔ اور نہایت شاندار جلسے اور ورزشی مقابلے ہو رہے ہیں۔ البتہ ضلع کے حکام کو پتہ لگ گیا ہوگا۔ کہ احراریوں کو سر چڑھا کر انہوں نے حکومت کی کوئی خدمت نہیں کی۔ بلکہ اس کے لئے کانٹے بوئے ہیں۔ اور ایسے لوگوں کو تقویت دیتے رہے ہیں۔ جو عوام کے دلوں سے حکومت کے وقار اور قانون کے احترام کو مٹا دینا اپنی زندگی کا مقصد سمجھتے ہیں۔ احراری جو اس وقت مختلف شکلیں بدل بدلکر حکومت اور پبلک کے سامنے آ چکے ہیں اپنی کسی شکل میں بھی حکومت کے خیر خواہ نہیں رہے لیکن باوجود اس کے جماعت احمدیہ کے مقابلہ میں جسکی وفاداری مسلمہ ہے۔ انکی حکومت کے بعض افسران نے جسطرح ناز برداری کی ہے۔ وہ نہایت ہی حیرت انگیز ہے۔ اگر اب بھی انکی آنکھیں نہ کھلیں تو سوائے۔۔۔

حاجیوں کی مشکلات و شکایات

جہاز اکبر جو ۲۸ مارچ کو جدہ سے روانہ ہو کر ۶ اپریل کو کراچی پہونچا تھا۔ اس جہاز سے جو زائرین حرم واپس آئے انہوں نے شکایات و تکالیف کی ایک دستخط شدہ یادداشت اس جلسہ میں پیش کی جو خان بہادر حاجی حافظ ہدایت حسین صاحب بیرسٹر کانپور کی صدارت میں ۴ اپریل کو عرشہ جہاز پر منعقد ہوا تھا۔ اس جلسہ میں تقریباً تمام سربرآوردہ ذمہ دار حجاج شریک تھے۔ مولانا حاجی محمد مظہر الدین صاحب مالک الامان دہلی کی تحریک و خان بہادر حاجی میر ہدایت اللہ صاحب (امرت سری) کی تائید سے بالاتفاق یہ منظور ہوا کہ ان شکایات کو شائع کر دیا جائے۔ اور اخبارات و مسلم انجمنوں کو توجہ دلائی جائے۔ کہ وہ ان کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریں۔ چنانچہ اس جلسہ کی وہ شکایات جو پڑھ کر سنائی گئی تھیں۔ اور بالاتفاق منظور ہوئی تھیں۔ حسب ذیل ہیں۔

(۱) بمبئی و کراچی میں ٹیکہ جات (چیچک و ہیضہ) اور ان کے سارٹیفکیٹ حاصل کرنے میں بہت دیر لگتی ہے۔ اور ٹیکہ کرانے والوں کو گھنٹوں زمین پر بلا فرش بیٹھنا پڑتا ہے خواہ کیسی ہی معزز ہستی ہو۔ لہذا ان شکایات کا انتظام جلد فرمایا جائے۔

(۲) ۔ بمبئی و کراچی میں ٹکٹ جہاز سخت تکلیف سے ملتے ہیں۔ کھڑکی بہت چھوٹی ہے۔ دھکم دھکا ہوتا ہے۔ عموماً جیبیں تراشی جاتی ہیں۔ کلرک کم ہوتے ہیں روپیہ داخل کرنے اور ٹکٹ لینے کے وقت کمزوروں کی صبح سے شام تک باری نہیں آتی لہذا کلرک اور کھڑکیاں زیادہ ہوں۔ کھڑکی کے باہر جنگلہ ہو۔ تاکہ ایک طرف سے لیتے جائیں اور دوسری طرف سے نکلتے جائیں بکنگ آفس چند کھولے جائیں۔ اگر ہر طلبگار ٹکٹ کو کمپ حجاج میں داخل کرتے وقت ایک پیتل کا میڈل دے دیا جائے جس پر نمبر ہوں اور مسافر کھڑکی میں میڈل اور روپیہ دے کر رسید ٹکٹ حاصل کرلے۔ تو کسی مسافر کی حق تلفی نہ ہو۔

(۳) ۔ جہاز پر چڑھنے سے پہلے حاجیوں سے سامان لے لیا جاتا ہے۔ قلی جس جگہ اور جس بے دردی سے جہاں چاہیں پھینک دیتے ہیں۔ گویا حاجی قلی کے رحم پر ہوتا ہے جب معائنہ طبی کے بعد حاجی سوار ہوتے ہیں تو گھنٹوں سامان تلاش کرتے ہیں۔ بسا اوقات شکستہ حالت میں اور کم تعداد میں ملتا ہے جگہ بھی خراب اور کم ہوتی ہے۔ لہذا مثل ریل وغیرہ مسافر اپنی موجودگی میں قلیوں سے حسب منشا اور احتیاط سے مطلوبہ جگہوں میں اسباب رکھوا کر معائنہ طبی کے لئے پھر آجائیں اور بعد معائنہ طبی اپنی اپنی جگہ لے لیں تو اچھا ہو۔

(۴) ۔ معائنہ طبی عموماً شام کو تین یا چار بجے ہوتا ہے۔ احاطہ کے باہر کا تختہ بند رہتا ہے۔ حاجی بے چارے دوپہر سے ہی دھوپ میں زمین پر بیٹھے رہتے ہیں۔ اچانک دروازہ کھلنے پر بعض گر جاتے ہیں اور کچلے جاتے ہیں۔ حاجیوں کو چار کمروں میں بٹھا دیا جاتا ہے۔ اگر صبح سے ہی دروازہ کھلا رہے اور حاجی اطمینان سے آکر بیٹھتے جائیں تو سہولت ہو۔ دوسرے معائنہ کا طریق نہایت تحقیر آمیز ہے۔ پاسپورٹ دیکھنے کے بعد حکم ہوتا ہے کہ سب پیٹ برہنہ کریں اور ایک غیر مسلم ڈاکٹر بڑی تمکنت سے پیٹ کو ہاتھ لگاتا جاتا ہے پندرہ منٹ میں چار سو آدمیوں کا معائنہ کر لیتا ہے۔ آخر اس تحقیر آمیز معائنہ کا مطلب کیا ایک سیکنڈ میں کسی کے پیٹ پر ہاتھ پھیرنے سے کیا کسی کی صحت معلوم ہو سکتی ہے۔ جب ایک مسافر کے پاس ٹیکہ جات کے سارٹیفکیٹ ہیں تو معائنہ کی کیا ضرورت ہے۔ اگر ڈاکٹر صاحب ایسا رسمی معائنہ جہاز پر چڑھتے وقت جس وقت ٹکٹ لیتے ہیں کر لیا کریں تو کافی سہولت ہو جائے۔ تیسرے ڈاکٹر مسلم ہو۔ جس کو مذہبی احساس ہو

(۵) ۔ جہاز میں پانی پینے کے پمپ بہت محدود ہیں۔ دو منزلوں کے لئے صرف ایک پمپ ہے۔ ایک ٹوٹی ہونے کی وجہ سے حاجیوں کو مجبوراً لڑنے کا موقعہ ملتا ہے اگر کئی نلکے ہوں تو بے جا تکلیف سے بچیں اور پانی ہر وقت ملتا رہے۔ جہازوں میں بہت دیر کا پانی بھرا رہتا ہے۔ جو صحت کے لئے مضر ہے۔ اگر بذریعہ مشین تازہ پانی تیار کیا جائے تو مفید ہو۔

(۶) ۔ جہاز کی سیڑھیاں ایک منزل سے دوسری منزل پر جانے والی بہت پھسلواں ہوتی ہیں۔ جس کی وجہ سے حاجی گرتے رہتے ہیں۔ اس کی اصلاح کی جائے۔

(۷) ۔ جہاز میں تھرڈ کلاس کا جو فرش ہے اس کے دونوں طرف ڈھلوان ہوتا ہے۔ جب کوئی حاجی پانی کے ساتھ سیڑھی پر سے پھسل جاتا ہے تو گرا ہوا پانی تمام بے خبر حاجیوں کے بستروں کو خراب کر دیتا ہے۔ جس سے نقصان کے علاوہ حاجی اس گرے ہوئے شخص سے ہمدردی کرنے کی بجائے لڑائی پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اگر جہاز کے فرش کے علاوہ کم از کم ۲ فٹ چوڑا لکڑی کے تختوں کا فرش بنا دیا جائے۔ اور ان پر چار فٹ کے علیحدہ علیحدہ تختے بنائے جائیں جن کو حاجی استعمال کریں تو اس سے ایک تو گرا ہوا پانی نیچے سے بہ جائے دوسرے کوئی حاجی کسی کا حق غصب نہ کر سکے۔ اب اکثر حاجی بہت جگہ گھیر لیتے ہیں کمزوروں کو بیٹھنے کو بھی جگہ نہیں ملتی جو سخت بد انتظامی اور بے انصافی ہے۔ جہاز میں مسافروں کی تعداد میں کمی کی جائے۔ اکبر جہاز کے لئے زیادہ سے زیادہ چار سو پچاس مسافر ہوں۔

(۸) ۔ اسلامی جہاز کے سوا دوسرے جہازوں میں پاخانے ایسے خراب ہیں۔ جن میں حاجیوں کے کپڑوں کا پاک رہنا سخت ناممکن ہے۔ پاخانہ اس قدر تنگ کہ مشکل سے بیٹھ سکتے ہیں۔ کرسی اونچی۔ بیٹھنے کی جگہ کم چوڑی پاٹ کا دائرہ چھوٹا۔ چھت بہت نیچی۔ لنگھنے زمین سے اونچے جس کی وجہ سے باہر کے منتظر پر ناپاک چھینٹیں پڑتی رہتی ہیں۔ بہ لحاظ تعداد مسافروں کے پاخانہ بہت کم۔ جس کی وجہ سے صبح کی نماز میں فتور پڑتا ہے۔ لہذا پاخانہ کم از کم اسلامی جہاز جیسے ہوں اور تعداد میں زیادہ۔ غسل خانوں کا انتظام ناکافی جو موجود ہیں وہ زیادہ تر ملازمان جہاز کے کام آتے ہیں۔

(۹) ۔ کھانا نا تسلی بخش ہے۔ روٹی میدہ کی بجائے آٹے کی چاہیئے۔ سالن میں گھی خالص چاہیئے۔ چونکہ پٹھان اور بنگالی کم مرچ اور پنجابی زیادہ مرچ استعمال کرتے ہیں۔ اس واسطے دو طرح کے سالن تیار کرنے چاہئیں۔

(۱۰) ۔ جہازی ہوٹلوں میں حجاج کمیٹی کی رپورٹ میں جو تفصیل اشیاء کی ہے طلب کرنے پر قیمتاً بھی نہیں ملتیں۔ اس کا انتظام کیا جائے۔

(۱۱) ۔ جہاز کے ملازم حتی الوسع مسلمان ہونے چاہئیں جن کو حاجیوں سے زیادہ ہمدردی ہو۔

(۱۲) ۔ جدہ ساحل پر پہنچنے کے لئے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ سیڑھیاں زیادہ کی جائیں تاکہ حاجی آسانی سے اتر کر کشتیوں میں سوار ہوں۔ سب کا سامان ساتھ ہو۔ ایسی بد انتظامی ہوتی ہے کہ سامان کہیں اور مالک کہیں۔ بعض مرتبہ خاوند سے بیوی علیحدہ ہو جاتی ہے اس کے لئے انتظام کیا جائے۔ کہ سہولت سے سواریاں اتاری جائیں۔

(۱۳) معلمی یکساں ہونی چاہیئے۔ یہ نہیں کہ ہندوستانیوں۔ سندھیوں اور پٹھانوں کی مختلف ہو اس سے قوم کی دل آزاری ہے۔

(۱۴) ۔ واپسی پر جدہ سے جہاز پر چڑھنا مشکل ہے۔ حالانکہ کرایہ کشتی کا پہلے ہی لے لیا جاتا ہے لیکن کشتی بلا بخشش دیئے ہوئے سہولت سے نہیں ملتی۔ اور سامان اس طرح ملا دیا جاتا ہے کہ جب جہاز پر بذریعہ کرین اٹھا بیدردی سے ڈال دیا جاتا ہے تو ٹوٹنے کے علاوہ گم بھی ہو جاتا ہے۔ اگر مسافروں کا سامان علیحدہ علیحدہ قلیوں کے ذریعہ مطلوبہ جگہوں پر پہنچایا جائے تو اچھا ہو۔ البتہ بھاری سامان جو حاجی کے ساتھ نہ رکھا جائے وہ بذریعہ کرین چڑھایا جائے۔ (۱۵) واپسی پر جہاز سے ساحل (بمبئی یا کراچی) پر اترتے وقت حاجی بہت گھبرائے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس واسطے تلاشی کے لئے روکے رکھنا بہت بڑا دکھ ہے۔ بہتر ہے کہ تلاش کنندہ افسر محکمہ کسٹم کی طرف سے جہاز کا افسر اعلیٰ ہو جو آسانی سے چلتے جہاز میں ہی تلاشی لے سکتا ہے سامان کھلا ہوتا ہے اس میں آسانی سے تلاشی ہو سکتی ہے۔ اترتے وقت جب حاجی بڑی محنت سے سامان باندھ لیتے ہیں۔ تو دوبارہ کھولنے میں سخت دقت ہوتی ہے۔ (۱۶) دیگر مذاہب کے

انجمن اسلامیہ راولپنڈی کے سالانہ جلسہ میں مولوی غلام مرشد صاحب کی تقریر

مسلمانوں کی موجودہ حالت پر عبرتناک تبصرہ

احمدیوں کو الگ اقلیت قرار دینے سے ان کا کچھ نہیں بگڑیگا

۲۷، ۲۸ اپریل انجمن اسلامیہ کا سالانہ جلسہ اسلامیہ ہائی سکول کے میدان میں منعقد ہوا۔ تقریر کرنے کے لئے کوئی مولوی اور مشہور لیڈر تو موجود نہ تھا۔ صرف ایک مولوی محمد حنیف ندوی نے صداقت اسلام کے موضوع پر بے ربط تقریر کی۔ اس کے علاوہ چند ایک شاعر بلائے گئے تھے جن کے اشعار کی وجہ سے سامعین جلسہ گاہ میں آتے رہے:۔

۲۸ اپریل کے جلسہ میں مولوی غلام مرشد صاحب نے اسلام اور موجودہ مسلمان کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ کی آمد پر حاضرین نے نعرہ ہائے اللہ اکبر بلند کئے۔ آپ نے تقریر کرتے ہوئے کہا

مسلمانوں کی حالت زار پر توجہ

"اے مسلمانو! تم نے قرآن کو چھوڑ دیا۔ قرآن کی برکت اب تم میں صرف جہیز میں لڑکیوں کو دینے کی رہ گئی ہے۔ قرآن کا حقیقی ادب تمہارے اندر نہیں ہے۔ ایک وقت وہ تھا۔ کہ اسی قرآن کے ادب کی وجہ سے دنیا مسلمانوں کے آگے جھکتی تھی۔ مگر آج تم اس لکڑی کے آگے جھکتے ہو۔ جس میں قرآن پڑا ہوا ہو۔ تمہارے مذہبی پیشواؤں نے تم کو ڈبو دیا ہے۔ تم قرآن کے ہوتے ہوئے دنیا کی حکومت کھو بیٹھے۔ مگر اغیار آج اس کے اصول پر عمل کر کے ہم پر حکومت کر رہے ہیں۔ حکمرانوں کے حوصلے بہت وسیع ہوتے ہیں۔ مگر تم بہت تنگ دل واقع ہوئے ہو۔ اسلام تو عقائد کو بالائے طاق رکھ کر اقوام عالم سے حسن سلوک اور ہمدردی کا سبق دیتا ہے۔ مگر آج تم ہو۔ کہ تمہاری مسجدوں میں نماز پڑھنے پر جنگ ہوتی ہے۔ اور کبھی قتل ہوتے ہیں۔ اور انہیں تم شہید کا خطاب دے دیتے ہو۔ یہ جہالت کا ایک بدترین مظاہرہ ہے۔ آج اگر عیسائی ہمارے رسول پر حملہ کرتے ہیں۔ تو تم اس کا کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ اور اگر کوئی عیسائیوں کو الزامی جواب دے۔ تو تم اسے حضرت عیسےٰ ؑ کی ہتک کرنے کا مرتکب گردانتے ہو۔ حالانکہ وہ ان کی کتاب انجیل ہی کی رو سے جواب دیتا ہے۔ تم کو غیرت بالکل نہیں آتی۔ میں کہتا ہوں۔ کہ عیسائیوں کو اس طرح الزامی جواب دینا صرف جائز ہی نہیں بلکہ اشد ضروری ہے۔ وہ ہنود جو رسوم کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ اور عورتوں سے نہایت بدسلوکی کا برتاؤ کرتے تھے۔ وہ بھی آج اسلام کی تعلیم پر چل کر دھواہ آشرم کھول رہے اور لڑکیوں کی وراثت کے متعلق قانون پاس کروا رہے ہیں۔ لیکن تم شریعت کو چھوڑ کر رواج پر چل رہے ہو۔ تم نے قرآن کی تعلیم کو بالکل چھوڑ دیا۔ اس لئے تم دنیا میں ناکام اور ذلیل ہو رہے ہو۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں باہمی تنازعات اور اغیار کے مقدمات میں انصاف کو ملحوظ رکھا جاتا تھا۔ مگر آج ہم اپنے آدمی کی رعایت کرتے ہیں۔ خواہ وہ مجرم ہی کیوں نہ ہو۔ ہمارا معیار ایمان صرف زبان سے کہہ دینے کا نام ہے۔ ہمارے فیصلے خدا اور رسول کے فرمان کے مطابق نہیں ہیں۔ آج کل کفر کا بازار گرم ہے۔ اگر بیوی مخالف ہو۔ تو کافر۔ باپ مخالف ہو۔ تو کافر اور کسی اخبار کا ایڈیٹر مخالف ہو۔ تو کافر

غرضکہ ہم میں کوئی معیار ایمان ہی نہیں رہا۔ خدا کے فرمان کے آگے ہماری گردنیں کب جھکیں۔ آج مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ شریعت میں اگر کوئی اپنا نفع دیکھتے ہیں تو شریعت ورنہ رواج پر چلتے ہیں۔ اس وقت دنیا جو اسلام کی طرف آ رہی ہے۔ تو یہ تمہاری یا ہماری تبلیغوں کا اثر نہیں۔ بلکہ یہ قرآن کا اپنا معجزہ ہے۔ قرآن نے کہا تھا۔ کہ تمام مذاہب کے عبادت خانوں کا احترام کرو۔ مگر آج تم میں مندروں اور مسجدوں پر فساد اور جھگڑے ہو رہے ہیں۔ کیا اس ذہنیت کے آدمی کبھی حکمرانی کے قابل ہو سکتے ہیں۔ آج تمہاری مسجدوں میں کوئی نماز نہیں پڑھ سکتا۔ حالانکہ قرآن کہتا ہے کہ مسجدوں میں خدا کی عبادت سے کسی کو مت روکو۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوہ حسنہ تمہارے سامنے ہے۔ آپ نے اپنی مسجد میں نجران کے عیسائیوں کو عبادت کرنے کی اجازت دی۔ رونے کا مقام ہے۔ کہ آج تم میں ہاتھ باندھنے پر جھگڑے ہوتے ہیں:۔

علماء کی عبرتناک حالت

علماء کے متعلق کہا:۔

تم لوگوں کے ذہن بگاڑنے والے ہو۔ نہ کہ سنوارنے والے۔ تم مریض کو نسخہ اپنی مرضی کے مطابق نہیں دیتے۔ بلکہ مریض کی مرضی کے مطابق دیتے ہو۔ خواہ وہ اس کے لئے مہلک ہی کیوں نہ ہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو مشرکین سے بھی اعلےٰ اخلاق دکھاتے تھے۔ مشرک لوگوں کو اپنے ہاں مہمان ٹھہراتے۔ اور ان کی تواضع فرماتے تھے۔ کیا ہم میں یہ اخلاق ہیں۔ تم تو تبدیلی عقیدہ پر دوسروں کا کھانا پینا بند کر دیتے ہو۔ قرآن کہتا ہے کہ مومن وسیع الحوصلہ ہوتا ہے۔ مگر افسوس کہ تم میں وہ اعلےٰ اخلاق موجود نہیں ہیں۔

احراریوں کا شور و شر

مولوی صاحب کی ان کھری کھری باتوں نے احراریوں کے لئے تیزاب کا کام دیا۔ چنانچہ ان میں سے بعض نے شور مچانا شروع کر دیا۔ کہ مولوی صاحب "مرزائیت نواز" ہیں۔ احرار کی اس شرارت سے لوگوں میں کھلبلی سی مچ گئی۔ بعض نے کہا۔ کہ ہم آپ کی تقریر نہیں سننا چاہتے۔ مگر انجمن کے کارکنوں نے اس خیال سے کہ مولوی صاحب مہمان کی حیثیت سے ہیں۔ ان کی دل شکنی نہ ہو۔ تقریر جاری رکھنے کے لئے کہا۔ چنانچہ مولوی صاحب نے احرار کے متذکرہ بالا خیال کی تردید کی۔ اور کہا خدا کی قسم میں مرزائی نہیں ہوں۔ میں ختم نبوت کا قائل ہوں اور اس کا اظہار پہلے بھی انجمن حمایت اسلام کی سٹیج پر کر چکا ہوں۔ اب بھی میں یہی عقیدہ رکھتا ہوں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا

مسلمانوں کو مشورہ

مگر ایک بات کے متعلق میں مسلمانان ہند کو ضرور مشورہ دیتا ہوں۔ کہ چونکہ اس وقت مسلمانوں کی دوسری اقوام سے ایک سیاسی جنگ ہو رہی ہے۔ اس واسطے موجودہ حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے مسلمانوں کے تمام فرقوں کو متحد ہو جانا چاہیئے۔ اور دوسروں کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ تم پنجاب میں کل اکاون فی صدی حقوق کے حقدار سمجھے گئے ہو۔ آج اگر تم مرزائیوں کو الگ اقلیت قرار دینے کے لئے زور دے رہے ہو۔ تو اس سے مرزائیوں کا تو کچھ نہیں بگڑے گا۔ ان کی دو سیٹیں اور ہو جائیں گی۔ اس میں تمہارا اپنا ہی نقصان ہے۔ اگر اسی طرح شیعوں نے بھی اپنی علیحدہ اقلیت بنالی۔ وہابی الگ اور چکڑالویوں نے الگ تو تم بتلاؤ کہ پھر تم کو کیا ملے گا۔ میں نے مسلمانوں کی اس گری ہوئی ذہنیت کو دیکھ کر جلسوں میں آنا ہی چھوڑ دیا ہے۔ اب بھی مجھے مجبور کیا گیا۔ کہ میں اس جلسہ میں شریک ہوں۔ ورنہ میں کبھی پسند نہیں کرتا۔ کہ اس قسم کی ذہنیت کے لوگوں میں آ کر تقریر کروں۔

کفر کے فتوے

کفر کے فتوؤں کے متعلق مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا:۔

اگر اس زمانہ میں کفر کے فتوؤں کو دیکھا جائے۔ تو کوئی فرقہ بھی اس کی زد سے بچا ہوا نہیں ہے۔ اس طرح تو مسلمان کوئی بھی تم کو نہیں ملیگا۔ ہندوستان میں دیکھ لو۔ حنفی اہل حدیثوں کو کافر کہتے ہیں۔ اور وہ ان کو۔ اسی طرح بریلوی دیوبندیوں کے لئے مکہ سے کفر کا فتوے لائے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

غرض اس وقت کوئی مولوی کوئی لیڈر کوئی فرقہ ایسا نہیں جو کفر کی مہر سے بچ سکا ہو۔

سیاسیات میں اتحاد کی ضرورت

مگر ان تمام باتوں کے باوجود میں آپ کو اس وقت اس بات کی پرزور الفاظ میں تلقین کرتا ہوں۔ کہ موجودہ حالات میں ہم کو سیاسیات میں متحد ہو کر کام کرنا چاہیئے۔ اسلام فراخدلی سکھلاتا ہے۔ سیاسی معاملات میں مذہبی تنازعات کو بالائے طاق رکھ دینا کامیابی کا موجب ہے۔ میں آپ کو سچ سچ کہتا ہوں کہ مسلمانوں نے اگر اس مصلحت کو نہ سمجھا تو دیکھ لینا ایک دن اس قوم کو قعر مذلت میں گرنا پڑے گا۔ اور ہم کو اس قدر نقصان اٹھانا پڑے گا۔ جس کی تلافی بعد میں مشکل ہو گی۔
اس کے بعد مولوی صاحب کی تقریر ختم ہوئی اور آپ شام کی گاڑی سے واپس لاہور چلے گئے شرفاء پیان کی تقریر کا اچھا اثر ہوا۔

احراریوں کی قراردادیں

جلسہ میں احراریوں نے چند ریزولیوشن پیش کر کے پاس کرنے چاہے۔ لیکن مسٹر جان صاحب بیرسٹر ایٹ لاء جو اس وقت صدارت کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ اپنی موجودگی میں احراریوں کے ان ریزولیوشنز پیش کرنے سے متفق نہ ہوئے اور کہا کہ میں صدارت سے سبکدوش ہوتا ہوں اور کرسی صدارت سے اٹھ کر چلے گئے۔ احراریوں کو جب صدارت کیلئے معقول اور معزز شرفاء میں سے کوئی آدمی نہ ملا۔ تو ایک مسجد کے بڈھے ملا محمد اسحٰق مانسہروی کو لا بٹھایا۔ اور چودھری ظفر اللہ خان صاحب کی تقرری کے خلاف قرارداد پیش کی مگر معزز شرفاء اور تعلیمیافتہ طبقہ خاموش رہا اور دلچسپی نہ لی۔ شہر کے شرفاء احراریوں سے ان شرانگیز خیالات سے متنفر ہیں۔ (نامہ نگار)

احمدیہ ٹیریٹوریل کمپنی

یکم مئی کے الفضل میں شائع کیا جا چکا ہے۔ کہ کمانڈنگ افسر صاحب ۱۵/۱۱ پنجاب رجمنٹ ۱۶ مئی کو قادیان بھرتی کے لئے آ رہے ہیں۔ جن جماعتوں نے بھرتی کے لئے نوجوان تیار کئے ہیں۔ وہ ہمیں مطلع فرمائیں کہ کتنے کتنے آدمی انہوں نے بھرتی کرنے کے لئے تیار کئے ہیں۔ ایسے آدمی ۱۵ مئی کو قادیان پہنچ جائیں۔ شہری جماعتوں نے اس طرف بہت کم توجہ کی ہے۔ اسی لئے میں اپنے اس اعلان کے ذریعہ شہری جماعتوں۔ امراء اور پریذیڈنٹوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ میں امید کرتا ہوں کہ وہ اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے اپنی جماعت کے زیادہ سے زیادہ نوجوانوں کو احمدیہ کمپنی میں داخل ہونے کی تحریک کریں گے۔

ضلع گورداسپور، امرتسر اور لاہور کے دوست ۱۵ مئی کو قادیان پہنچ جائیں اور ضلع سیالکوٹ کے دوست ۲۱ تاریخ کو سیالکوٹ پہنچ جائیں۔ تاکہ ۲۲ مئی کو کمان افسر صاحب کے سامنے وقت پر پیش ہو سکیں۔ سیالکوٹ کی دیہاتی جماعتوں میں دورہ کرنے کے لئے حوالدار عبدالوہاب صاحب کو مقرر کیا جاتا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ احمدی جماعتوں کے کارکن پوری کوشش سے بھرتی کروائیں گے۔
شہر سیالکوٹ کے نوجوانوں کی بھرتی کا انتظام امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ خود کریں۔

مرزا شریف احمد

حیدرآباد سندھ سے احمدی اخبار کا اجراء

الحمد للہ حیدرآباد سندھ سے سندھی زبان میں اخبار البشریٰ جاری ہو گیا ہے۔ اور اس کا پہلا پرچہ یکم مئی ہمارے پاس پہنچ گیا ہے۔ ہم علاقہ سندھ کے احمدی احباب کی اس ہمت اور سعی کی داد دیتے ہوئے دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ ان مساعی کو بارآور کرے۔ سندھی جاننے والے احمدی احباب کو یہ پرچہ اپنے نام جاری کرانا چاہیئے۔ اور صاحب توفیق اصحاب کو غیر احمدیوں کے نام جاری کرا کر ثواب حاصل کرنا چاہیئے۔ سالانہ قیمت دو روپیہ ہے۔

چندہ تحریک جدید اور زمیندار جماعتیں

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی "ثانی تحریک جدید" پر اکثر زمیندار جماعتوں نے لبیک کہا ہے۔ اور ان میں سے ایک معقول تعداد نے اپنے وعدہ کی رقم فوری طور پر ادا کر دی ہے۔ لیکن بعض زمیندار جماعتوں کا حضرت امیر المومنین کے حضور وعدہ ہے۔ کہ وہ اپنی موعودہ رقم ماہ مئی یا جون میں ادا کریں گی۔ چونکہ عام طور پر فصل ربیع کی کٹائی شروع ہے۔ اور ماہ مئی میں فصل برآمد ہو جائیگی۔ اس لئے عہدہ داروں سے التماس ہے کہ چندہ تحریک جدید کے وعدوں کی رقم بھی احباب سے فصل نکلنے پر وصول کی جائے۔ تا وعدہ پورا ہو۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ وہ اپنے وعدہ کے مطابق چندہ تحریک بہت جلد ادا کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔

فنانشل سکرٹری چندہ تحریک جدید

احراریوں کی علاقہ غیر کے باغیوں سے سازباز

احسان ۲ مئی نے اس بات پر بڑے فخر کا اظہار کیا ہے۔ کہ علاقہ غیر کے مشہور باغی حاجی ترنگ زئی کے لڑکے نے اسے پانچ روپے ارسال کر کے اس کی خدمات کی داد دی ہے۔ احسان اس پر اتنا اترایا ہے کہ اس نے افتتاحیہ اسی کے ذکر میں لکھا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے اپنی زندگی کا مقصد ہی حکومت برطانیہ کو نقصان پہنچانا قرار دے رکھا ہے۔ اور کھلم کھلا اس سے دشمنی رکھتے ہیں۔ ان کے احراریوں کے ساتھ کس قدر روابط ہیں۔ اور احراری انہیں کس نظر سے دیکھتے ہیں۔ اگر حکومت کے وہ افسر جو احراریوں کے پشت پناہ بنے ہوئے ہیں چشم بینا سے کام لیں۔ تو یہی ایک بات ان پر احرار کی حقیقت کو واضح کر دینے کے لئے کافی ہے۔ اور اس سے نیز احرار کی گذشتہ تاریخ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ حکومت کے کتنے بڑے دشمن ہیں۔

خریداران الفضل سے ضروری گذارش

اخبار الفضل کے انتظامی عملہ میں کچھ عرصہ سے تبدیلی ہو چکی ہے۔ اور کوشش کی جا رہی ہے کہ خریداروں کی دیرینہ شکایات کو دور کیا جائے۔ اس کے لئے احباب کا تعاون ضروری ہے۔ بہت نوازش ہو۔ دوست اگر انتظامی امور سے متعلقہ شکایات اور ان کی اصلاح کے لئے اپنی تجاویز ارسال فرمائیں۔ جن پر شکریہ کے ساتھ غور کیا جائے گا۔ اور آئندہ اس امر کا خاص اہتمام رہے گا۔ کہ ہر شکایت کا جلد از جلد ازالہ کیا جائے۔
پتہ کی چٹ کے نیچے مضمون کا کچھ حصہ آ جانے کی جو شکایت ہے۔ اس کے متعلق عرض ہے۔ کہ پہلی چٹوں کا سٹاک ختم ہونے پر نئی چٹیں چھپوانے میں اس بات کا خاص خیال رکھا جائے گا۔ کہ قلیل سے قلیل سائز کی ہو۔ تا مضمون تک نہ آ سکے۔

مینجر

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

کلکتہ یکم مئی کلکتہ ہائی کورٹ کے ایک سپیشل ٹریبیونل نے ہندوستان کے ایک اہم مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا۔ ۱۹۳۳ء میں پولیس نے ۱۴ اشخاص کا چالان کیا تھا۔ جو آئرلینڈ کی بغاوت کے نمونہ پر ہندوستان میں انقلاب پیدا کرنا چاہتے تھے۔ ان کا ارادہ تھا۔ کہ بیک وقت ہندوستان بھر میں مسلح بغاوت برپا کر دی جائے۔ اور اوٹی کی پہاڑیوں میں خوفناک بم تیار کرنے کا کارخانہ کھولا جائے ملزمین سب کے سب ہندو بعدر لوگ ہیں۔ ان میں سے ایک دوران سماعت میں مر گیا۔ تین جیل سے فرار ہو گئے۔ باقیوں میں سے چھ کو عمر قید۔ تین کو دس دس سال۔ نو کو سات سات سال اور چار کو چھ چھ سال قید بامشقت کی سزا دی گئی۔ چار بری کر دیئے گئے۔ دو وعدہ معاف گواہ تھے۔ فیصلہ فل سکیپ کے ایک ہزار اوراق پر ہے ؛

ملتان۔ یکم مئی جو برہمن گذشتہ چھ روز سے گم تھا۔ اسکی لاش ایک کنوئیں سے برآمد ہو گئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ لاش دو دن گندی نالی میں پڑی رہی۔ اور جب اس سے گل جانے کے بعد بدبو آنے لگی۔ تو اسے کنوئیں میں پھینک دیا گیا۔ تین مسلمان مردوں اور ایک عورت پر شبہ کیا جاتا ہے۔ ہندوؤں نے پھر ہڑتال کر دی ہے ؛

میرٹھ یکم مئی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے بنگلہ میں آگ سے عطنے والے لوگ انتظار میں تھے۔ کہ زبردست دھماکے کے ساتھ بم پھٹ گیا۔ اور ایک ٹانگہ ڈرائیور جو ایک ہوزیٹر کو ساتھ لایا تھا۔ زخمی ہو گیا۔ اسے ہسپتال پہنچایا گیا۔ اس کا بیان ہے۔ کہ کمپاؤنڈ میں لوہے کا ایک گولہ سا پڑا تھا۔ میں نے اسے یونہی اٹھا لیا۔ اور وہ پھٹ گیا ؛

مدراس یکم مئی۔ روزانہ اردو اخبار "آزاد ہند" کے پبلشر کو حکومت نے نوٹس دیا ہے۔ کہ ایک ہزار روپیہ کی ضمانت داخل کرے کیونکہ اس میں ایک قابل اعتراض مضمون کراچی فائرنگ کے متعلق شائع ہوا تھا ؛

لندن یکم مئی۔ مہاراجہ کشمیر اور سر عمر حیات خاں ٹوانہ کو برٹش آرمی میں آنریری میجر جنرل مقرر کیا گیا ہے ؛

مدراس یکم مئی۔ تھیوسافیکل سوسائٹی لائبریری اویار اور تھیوسافیکل پبلشنگ ہاؤس اویار پر کل رات پولیس نے اچانک چھاپہ مارا۔ اور ڈیڑھ صد کے قریب کتب اور کچھ سوشلسٹ اور کمیونسٹ لٹریچر پر قبضہ کر لیا۔ یہ سوسائٹی مسز اینی بیسنٹ کی قائم کردہ ہے۔

بنارس یکم مئی۔ اسمبلی کی بنارس گورکھپور نشست کے متعلق نیشنلسٹ پارٹی اور کانگرس میں سمجھوتہ ہوا ہے۔ کہ مسز کملا نہرو اپنا نام واپس لے لیں۔ تا پنڈت کرشن کانت مالویہ بلا مقابلہ منتخب ہو سکیں۔ اگر پنڈت مدن موہن مالویہ کی خواہش اسمبلی میں جانے کی ہوئی تو پنڈت کرشن کانت مستعفی ہو جائیں گے۔

لائلپور ۳۰ اپریل۔ رچپال سنگھ سابق جنرل سکرٹری نوجوان بھارت سبھا لائلپور پر ۲ سال ہوئے زیر دفعہ ۱۲۴ الف ایک مقدمہ چلایا گیا تھا۔ اور وہ ضمانت پر رہا تھا۔ کہ بھاگ گیا اور ضامن کو ضمانت کی رقم ادا کرنا پڑی۔ ۲ سال مفرور رہنے کے بعد وہ آج گرفتار ہو گیا۔ اور سٹی مجسٹریٹ نے پھر اسے پانصد کی ضمانت پر رہا کر دیا۔

اکولہ یکم مئی۔ بابو راجندر پرشاد صدر کانگرس نے اعلان کیا ہے۔ کہ ہندوستان میں اس وقت دو ہزار کے قریب نظر بند ہیں کانگرس کے اجلاس جبلپور میں فیصلہ کیا گیا تھا۔ کہ ان سے اظہار ہمدردی کی جائے۔ اس سلسلہ میں ملک بھر میں زبردست ایجی ٹیشن کی ضرورت ہے۔ اگلے ۱۹ مئی کو ان لوگوں کی امداد نیز ان کے متعلقین کی پرورش کے لئے چندہ جمع کیا جائے ؛

لاہور یکم مئی۔ کل سرکردہ سکھ اصحاب کی طرف سے سرینگ چیف جسٹس کو پارٹی دی گئی۔ جہاں تقریر ہوتے آپ نے کہا۔ کہ سکھوں کو جتنی ملازمتیں ملتی ہیں۔ وہ ان سے زیادہ کیوں مانگتے ہیں۔ انہیں قابلیت پیدا کرنی چاہیئے۔ اور رعایتوں کے لئے نہیں لڑنا چاہیئے۔ ہندوستان دنیا کے ممالک میں اپنی مناسب پوزیشن ضرور حاصل کر کے رہیگا

بنارس یکم مئی۔ پنڈت کرشن کانت مالویہ نے اخبارات کے نام ایک بیان شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے۔ کہ اس وقت کانگرس میں تعاونیوں کا زور ہے۔ نہ صرف میری بلکہ میرے دوستوں کی بھی یہی رائے ہے۔ کہ بہت سے کانگرسی لیڈروں نے جن میں پارلیمنٹری بورڈ کے ممبر بھی شامل ہیں۔ سول نافرمانی کی تحریک کو تباہ کر دیا ہے۔ اس لئے ہمیں ان کی لیڈری پر کوئی اعتماد نہیں۔

لدھیانہ یکم مئی۔ پچھلے دنوں پولیس نے قصبہ بدووال کے ڈاکہ کے سلسلہ میں ایک شخص کو گرفتار کیا تھا۔ اس کے بیان کے بعد پولیس نے اسی قصبہ کے ایک سکھ سنار کے مکان پر چھاپا مارا۔ اور اس کے قبضہ سے ایک دیسی ساخت کا پستول۔ کارتوس جعلی سکے بنانے کی مشین اور بہت سے جعلی سکے برآمد کئے۔

ناسک۔ ۳۰ اپریل۔ ایک مندر میں داخلہ کے سوال پر ہری جنوں اور سناتنیوں میں فساد کا سخت خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ حالات کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے چار ماہ کے لئے دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی ہے۔

لندن۔ ۳۰ اپریل۔ انڈیا بل پر بحث شروع ہوئی۔ تو مسٹر لانسبری لیبر ممبر نے تحریک پیش کی۔ کہ ہندوستان کے لئے آئین سازی کی جو کوششیں گاہے گاہے کی جائیں۔ ان کا مقصد ہندوستان کو کمل درجہ نو آبادیات تک پہنچانا قرار دیا جائے۔ لیکن اس تحریک کو آؤٹ آف آرڈر قرار دیا گیا۔ اور اعلان کیا گیا۔ کہ نئے آئین کے مطابق برما کو بہت جلد ہندوستان سے علیحدہ کر دیا جائیگا

لندن ۳۰ اپریل ملک معظم اور ملکہ معظمہ سلور جوبلی کے روز جلوس کے وقت جس گاڑی میں بیٹھیں گے۔ آج صبح اس کی آزمائش کی جا رہی تھی۔ کہ موٹر بس کے ساتھ اس کا تصادم ہو گیا۔ شاہی بگھی کو بہت نقصان پہنچا۔ ایک گھوڑے کا جسم چھلنی چھلنی ہو گیا باقی گھوڑے بھی مجروح ہوئے۔ کوچبان سڑک پر آگرا۔ اور بس کے نیچے آنے سے بمشکل بچ سکا ؛

بمبئی۔ ۳۰ اپریل معلوم ہوا ہے۔ کہ بھاؤنگر کو ریاست کاٹھیاواڑ سے علیحدہ

لدھیانہ کے احمدیوں کی جان و مال خطرہ میں

احرار کی شرمناک حرکات

پردہ نشین مستورات کی توہین اور چھوٹے چھوٹے بچوں کو زدوکوب کیا گیا

لدھیانہ یکم مئی ۱۹۳۵ء سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ لدھیانہ حسب ذیل تار بنام "الفضل" ارسال کرتے ہیں۔

احراریوں نے گذشتہ شب ایک جلوس نکالا۔ جس کے ساتھ ایک سائن بورڈ تھا۔ اس پر لکھا تھا۔ مرزا دجال۔ اسلام کا بول بالا۔ مرزائیوں کا مونہہ کالا۔ لاٹھیوں سے مسلح احراری لفنگے۔ گروہ در گروہ احمدیوں کے مکانوں کے سامنے پھرتے۔ اور مردوں کی عدم موجودگی میں عورتوں کی توہین کرتے رہے۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کو زدوکوب کیا گیا۔ نہایت دلآزار نعرے لگائے گئے۔ جماعت احمدیہ اس کے خلاف زبردست احتجاج کرتی ہے۔ ریزولیوشنز پاس کر کے حکام بالا کو بھیجے گئے ہیں۔ ہماری جانیں اور مال سخت خطرہ میں ہیں ؛

رعبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی